جلد ۳۴ | ۱۷ ماہ اخاء ۱۳۲۵ ہش | ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۶۵ ھ | ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء | نمبر ۲۴۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۶ ماہ اخاء سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج ۸ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی ہے الحمد للہ۔ آج بعد نماز مغرب حضور نے مکرم جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس اور السید منیر الحصنی صاحب کے اعزاز میں دعوت طعام دی۔

آج بعد نماز عصر جامعہ احمدیہ اور مدرسہ احمدیہ نے مکرم جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس کی کامیاب مراجعت اور مکرم جناب منیر آفندی الحصنی امیر جماعت احمدیہ دمشق کی تشریف آوری پر دعوت چائے دی جس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شمولیت فرمائی۔ تلاوت کے بعد عربی میں نظم پڑھی گئی۔ اور پھر جناب مولوی ابو العطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے عربی میں ایڈریس پڑھا۔ مکرم جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس اور جناب منیر آفندی صاحب نے عربی میں تقریریں کیں۔ آخر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختصر تقریر فرمائی۔ جس میں بیان فرمایا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مغرب سے طلوع شمس کا ایک بطن اس وقت شمس صاحب کے

احرار اور ملت و قوم کے مقاصد

عارضی حکومت میں مسلم لیگ کی شمولیت ہر عقل و خرد رکھنے والے مسلمان کے نزدیک نہائت ہی موزون و مناسب اور مفید ہے۔ اور مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ سے اس کے مناسب اور مفید ہونے کا ایک بہت بڑا ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ ہندو پبلک اور ہندو پریس متفقہ طور پر کسی نہ کسی رنگ میں اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر رہا ہے لیکن وہ زعمائے احرار جن کی ساری زندگیاں قومی غداری اور ملت فروشی میں بسر ہوئی اور ہو رہی ہیں۔ وہ ایک طرف تو یہ شور مچا رہے ہیں۔ کہ "ملت کا کلاہ افتخار گر گیا آج اسلامیان ہند کا وقار خاک میں مل گیا۔ بین الاقوامی حلقوں میں اسلامیان ہند کے متعلق آج یقین ہو گیا۔ کہ چند مراعات انہیں مقاصد سے غداری کرنے پر آمادہ کر سکتی ہیں۔ اور ابتلاء و آزمائش کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی خصوصیتیں جو اس قوم کا سرمایہ ناز تھیں ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئیں۔" (آزاد ۱۶ اکتوبر)

اور دوسری طرف یہ فرما رہے ہیں کہ "اگرچہ ہمیں اس قابل نہ چھوڑا گیا۔ کہ ہم کسی حریف طاقت سے مطالبات بزور منوا سکیں لیکن ہم اب بھی مایوس نہیں ہیں آج بھی اگر قوم کو احساس زیاں ہو جائے۔ تو ہم دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکرا جائیں گے۔ اور انشاء اللہ خدائے بزرگ و برتر کی نصرت ہمارے شامل حال رہے گی۔"

اس کے متعلق پہلا سوال تو یہ ہے۔ کہ اگر آج تک احرار قوم کو "احساس زیاں" بھی نہیں کرا سکے۔ تو کرتے کیا رہے ہیں۔ جس کی بناء پر سمجھا جا سکے۔ کہ اب وہ قوم کے لئے کوئی مفید کام کر کے دکھا سکیں گے۔ دوسرے اگر قوم نے ان کے اعمال اور کردار کو ملت کش اور تباہ کن پا کر ان سے قطعاً مونہہ موڑ لیا۔ اور اس کا بہت بڑا ثبوت حال ہی میں اس وقت پیش کیا۔ جب صوبائی الیکشن ہوئے۔ اور تمام ہندوستان میں صرف ایک احراری کامیاب ہو سکا۔ تو اب ان کے یہ کہہ دینے سے کہ ہم دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکرا جائینگے۔ کس طرح وجہ تسلی ہو سکتا ہے۔ ہر مسلمان احرار کو مخاطب کر کے کہہ سکتا ہے۔

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

پھر جس قوم کی آج تک انہوں نے کبھی پروا نہیں کی۔ اور اس سے کٹ کر اسکے خلاف چلتے رہے۔ اور آج تک چل رہے ہیں۔ اسے مخاطب کرنے کا انہیں حق ہی کیا ہے۔ مسلم لیگ نے اگر عارضی حکومت میں شریک ہو کر مقاصد سے غداری کی۔ اسلامیان ہند کا وقار خاک میں ملا دیا۔ اور ملت کا کلاہ افتخار گرا دیا۔ تو احرار کیوں آگے بڑھ کر اس کلاہ کو اٹھا نہیں لیتے۔ وقار قائم نہیں کر دیتے۔ اور بزور مقاصد کو تکمیل تک نہیں پہنچا دیتے۔ احرار اگر جالندھر میں ایک سینما کی تعمیر کے خلاف اتنا شور مچا سکتے۔ اسے شعائر اسلامی کی بے حرمتی قرار دے سکتے۔ اور حکومت کو مقابلہ کی دھمکیاں دے سکتے ہیں۔ تو کیوں اس قسم کی چھوٹی موٹی باتوں کو کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر کے مسلمانوں کے اہم مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشش نہیں کرتے اور کیوں جس سے ان کا جی چاہتا ہے ٹکرا نہیں جاتے۔

پھر احرار کا اپنا "سالار اعظم تحریک احرار" موجود ہے۔ ان کے جیش پرے باندھے کھڑے ہیں۔ اور وہ اعلان بھی کر چکے ہیں کہ "موجودہ دور مسلمانان ہند کے لئے نہائت ہی نازک دور ہے۔ مستقبل قریب مجاہدین اسلام کا امتحان لینے والا ہے۔ ایسے نازک وقت میں ہمارے بہادر ساتھی اور سرخ پوش رضا کاران احرار ہی ملک و ملت کے فلاح و بہبود اور حقوق کے ضامن ہو سکتے ہیں۔" (آزاد ۵ اکتوبر)

ایسی صورت میں اگر مگر کے معنے ہی کیا ہوئے۔ وہ کیوں آگے نہیں آتے اور "ملک و ملت کے فلاح و بہبود" کے لئے بزور کچھ کر کے نہیں دکھاتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ احرار ہر کام کو بگاڑنے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں تو بڑے ماہر ہیں۔ لیکن یہ کہ وہ ملک و ملت کے لئے کوئی مفید کام بھی کر سکتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ اس سلسلہ میں مسٹر مظہر علی صاحب اظہر سابق قائد احرار آج کل نہائت مفید معلومات پیش کر رہے ہیں۔ اور اپنے تجربہ و مشاہدہ کی بناء پر ثابت کر رہے ہیں۔ کہ اس وقت تک احرار نے غیر مسلموں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو کس کس موقعہ پر نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ ان کے اس قسم کے مضامین قریباً تمام مسلمان اخبارات میں چھپ رہے ہیں۔ مسلمانوں کو انہیں نہائت توجہ اور غور سے پڑھنا چاہیئے۔ اور احرار کی حقیقت سمجھنے میں اگر کچھ کسر رہ گئی ہو تو اسے نکال دینا چاہیئے۔

اسکے ساتھ ہی اب احرار مسلمانوں سے جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بھی سن لینا چاہیئے۔ "ترجمان احرار" آزاد (۱۷ اکتوبر) لکھتا ہے۔

"اس وقت مسلمان اس شکست خوردہ انسان کی طرح ہیں۔ جو سہاروں کا طلسم ٹوٹ جانے پر یکایک گھبرا اٹھتا ہے۔ اور پھر اپنے مضمحل قوٰی سے لاچار ہو کر بہکی بہکی باتوں پر اتر آتا ہے۔ اور ایک طرح کے دماغی اشتعال میں مبتلا ہو کر واہی تباہی بکنا شروع کر دیتا ہے۔"

اگر واقعہ میں مسلمانوں کی یہی حالت ہے جو احرار بیان کرتے ہیں تو احرار کو مخاطب کر کے کہا جا سکتا ہے

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

لیکن دراصل یہ جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہے ہیں۔ اور اب مسلمانوں میں اپنا کوئی ٹھکانا

ایڈیٹر غلام نبی
بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوایا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

دہلی میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس علم و عرفان

نئی دہلی - ۱۲ اکتوبر۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بعد نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء دیر تک خدام میں تشریف فرما رہے۔ اور مختلف امور کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے۔ احباب کے استفسارات کے جواب میں حضور نے جو کچھ فرمایا۔ اس کا ملخص ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

حقیقی پاکستان کیا ہے

ایک غیر احمدی دوست نے کہا۔ پاکستان ہمارا کم از کم مطالبہ ہے۔ ہمیں تو سارا ہی ہندوستان ملنا چاہیئے۔ اگر یہ نہیں تو پاکستان ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ہمارا کم سے کم مطالبہ ہے۔ اس کے بارہ میں آپ کی ذاتی رائے کیا ہے۔

حضور نے فرمایا۔ ہم تو پاکستان اسکو سمجھتے ہیں۔ کہ سب لوگوں کو مسلمان کیا جائے۔ اگر بالفرض میں بادشاہ بن جاؤں۔ اور باقی سب لوگ ہندو ہوں۔ تو پاکستان ہم کو کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ پس ہم تو یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان ہی نہیں بلکہ ساری دنیا پاکستان بن جائے۔ ان معنوں میں کہ سارے کے سارے لوگ مسلمان ہوں۔

خدا تعالیٰ نے ہم کو زبان دی ہے۔ کان دیئے ہیں۔ آنکھیں دی ہیں۔ کچھ روپیہ بھی دیا ہے۔ غیر مسلموں کے برابر نہ سہی۔ کم ہی سہی۔ دس کروڑ مسلمان اس وقت ہندوستان میں ہیں۔ اگر سو آدمی ایک مبلغ رکھے۔ تو دس لاکھ مبلغ رکھ سکتے ہیں۔ سال میں ایک مبلغ کی تبلیغ سے ایک آدمی بھی مسلمان ہو۔ تو دس لاکھ آدمی سالانہ مسلمان ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس کہ پاکستان کے حصول کے لئے جو رستہ خدا تعالیٰ نے بنایا ہے۔ وہ اختیار نہیں کیا جاتا۔ پنجاب میں سات آٹھ لاکھ کے قریب ادنیٰ اقوام کے لوگ ہیں۔ اگر ان کے لئے ہم کوشش کریں۔ تو ساری آبادی ۶۲ فی صدی تک پہنچ سکتی ہے۔ تحصیل شکر گڑھ میں ڈوم قوم کے لوگ جب مہاشے بن گئے۔ تو مجھے اس کی اطلاع ملی اور میں نے اپنے آدمی اس علاقے میں بھیجے تا ان کو مسلمان کیا جائے۔ اس وقت علاقہ کے مسلمانوں کی یہ حالت تھی۔ کہ ہمارا مبلغ آگے آگے جاتا۔ اور مسلمان زمیندار اس کے پیچھے ہوتے۔ ہمارا مبلغ ڈوموں کو اسلام کی دعوت دیتا۔ اور زمیندار ان سے یہ کہتے۔ کہ اگر تم مسلمان ہوئے۔ تو ہم تم کو گھروں سے نکال دیں گے۔ اور ہمارے مبلغ سے یہ کہتے۔ کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ اگر یہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ تو ہمارے مردہ بیل کون اٹھائے گا۔ یہ طریقہ درست نہیں تھا ہم کو چاہیئے۔ کہ ہم ان لوگوں کو مسلمان بنائیں۔ یہ لوگ مہاشے بنے مگر چھوت چھات ان کے ساتھ ویسی ہی جاری رہی۔ لیکن ہاں اسلام ان کو سب حقوق دیتا ہے اس صورت میں وہ کیوں اسلام کی طرف توجہ نہ کریں گے۔ سی۔ پی میں نصف کے قریب اچھوت ہیں۔ بہار میں چھوٹا ناگپور میں بہت سے اچھوت ہیں۔ ان کو ہم اسلام میں لا سکتے ہیں لیکن مسلمان کوشش نہیں کرتے۔ دشمن کے ہاتھ کی چیز تو ہم لینا چاہتے ہیں۔ مگر اپنے ہاتھ کی چیز استعمال نہیں کرتے۔ ان لوگوں کو اسلام کی طرف لانا ہمارے اختیار میں ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ لوگوں کے قلوب کو فتح کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو قرآن مجید دیا ہے۔ اس کے ذریعہ ہم قلوب فتح کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فجاھدھم بہ جھاداً کبیراً۔ قرآن مجید لیکر جہاد کرو۔ کیونکہ قرآن مجید ہی اصل تلوار ہے۔

ننگے سر نماز پڑھنا

عرض کیا گیا۔ ننگے سر نماز جائز ہے۔

فرمایا۔ ایسی صورت میں ننگے سر نماز پڑھنا غلطی ہے۔ جبکہ سر ڈھانپنے کے لئے کوئی کپڑا وغیرہ موجود ہو۔ منع نہیں کئی صحابہ پڑھتے تھے۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ ان کے پاس سر ڈھانکنے کے لئے ۳

۳ کپڑا نہیں ہوتا تھا۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ کہ صحابہ رضؓ کے پاس لباس اوقات تہ بند کے لئے بھی پورا کپڑا نہیں ہوتا تھا۔ نکر پہن کر نماز پڑھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضور نے فرمایا۔ کہ اگر کسی کے پاس نکر ہے۔ اور دوسرا کپڑا نہیں۔ تو نکر پہن کر جائز ہے۔ بلکہ اگر اس کے پاس کپڑا نہیں تو نکر چھوڑ لنگوٹے میں بھی نماز جائز ہے۔ لیکن جان بوجھ کر ایسا کرنا جبکہ اور کپڑا موجود ہو۔ ناجائز ہے۔

قومی رسم و رواج کی اہمیت

اسی سلسلے میں حضور نے فرمایا۔ قومی رسم و رواج جو شریعت کے خلاف نہ ہوں۔ وہ خود اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیٹھے تھے اور آپ کی پنڈلی ننگی تھی۔ حضرت ابوبکر رضؓ آئے۔ تو آپ ویسے ہی بیٹھے رہے۔ حضرت عمر رضؓ آئے۔ تو بھی آپ ویسے ہی بیٹھے رہے۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضؓ آئے۔ تو آپ نے اپنی پنڈلی ڈھانک لی۔ آپ سے جب عرض کیا گیا۔ کہ حضرت ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ کے آنے پر آپؐ نے ایسا نہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ عثمان رضؓ کی طبیعت میں شرم ہے اسلیئے ہمیں بھی اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ پس انسان کو طور و طریق کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اگر قوم میں سوء ادبی ہے۔ کہ ننگے سر عبادت کی جائے۔ تو یہی بہتر ہے کہ ایسا نہ کیا جائے۔ کیونکہ وہاں پر اس بات کو دیکھا جائے گا کہ ہمارے ملک میں ادب کے اظہار کا کیا طریق ہے۔

مسنون دعاؤں میں غیر مسلم شامل ہیں

عرض کیا گیا۔ کہ مسنون دعاؤں میں غیر مسلم بھی شامل ہیں۔

فرمایا۔ یقیناً شامل ہیں۔ جب ہم اھدنا الصراط المستقیم کہتے ہیں۔ تو اس میں سب شامل ہوتے ہیں۔ اگر ہندوؤں کو ہدایت ہو جائے۔ تو کیا یہ کوئی بری بات ہے۔

غیر مسلم کا جنازہ

عرض کیا گیا۔ کہ ان لوگوں کے جنازے پر دعا کیوں منع ہے۔

فرمایا۔ جنازے میں اس لئے دعا منع ہے۔ کہ ان کا وقت ختم ہو چکا ہوتا۔ اور ان کا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد ہو چکا ہوتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا تو ہم زندوں کے لئے کرتے ہیں۔ جو مر گیا سو مر گیا۔ اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

نماز کے بعد دعا

نماز کے بعد دعا کرنے کے بارے میں حضور سے استفسار

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر ایک اٹالین نوجوان کی بیعت

قادیان ۱۶ اکتوبر۔ کل بعد نماز مغرب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس علم و عرفان میں ایک اٹالین نومسلم نوجوان کے متعلق جو مجلس میں موجود تھے۔ فرمایا کہ وہ دوران جنگ میں بطور جنگی قیدی ہندوستان لائے گئے تھے۔ وہ پہلے بھی یہاں آئے تھے۔ اور بیعت کرنے کے لئے انہوں نے کہا تھا۔ جس پر میں نے انہیں تحقیقات کرنے کے لئے کہا۔ اب پھر وہ کئی دنوں سے آئے ہوئے ہیں۔ اور معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے تحقیقات کی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کو انشراح بخشا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ وہ مفید وجود بن جائیں گے۔

مجلس کے اختتام پر حضور نے انکی درخواست پر بیعت لی بیعت کے الفاظ اردو اور عربی میں وہ نہایت عمدگی کے ساتھ دہراتے گئے۔ وہ کسی قدر اردو بول اور سمجھ لیتے ہیں۔ اور انگریزی اچھی طرح لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ بیعت کے بعد حضور نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

آپ پر اللہ تعالیٰ نے کئی فضل کئے ہیں۔ آپ اردو سمجھتے ہیں۔ اور اردو الفاظ میں آپ نے بیعت کی ہے۔ آپ پہلے یورپین ہیں۔ جنہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس سے پہلے خط کے ذریعہ بیعت کرتے رہے ہیں۔ گو اٹلی میں احمدی ہیں۔ مگر سب سے پہلے آپ نے قادیان کو اور ہم لوگوں کو دیکھا۔

برطانیہ عظمیٰ کے مستشرقین

عربی زبان اور علوم اسلامی کی قابل قدر خدمات

از محترم چودھری مشتاق صاحب بی۔اے۔ایل۔ایل۔بی امام مسجد احمدیہ لنڈن

میکالے لکھتا ہے وہ کبھی کسی السنہ شرقیہ کے ایسے طالب علم سے نہیں ملا۔ جو اسے قائل کر سکے۔ کہ سارے کا سارا مشرقی ادب یورپ کے ادب قدیم کے ایک طاق جتنی قیمت بھی رکھتا ہے۔ لیکن یورپ کی خوش نصیبی سمجھئے۔ کہ اس کے علماء اور فضلا کی ایک معتدبہ تعداد اس ناواقفیت اور مبنی بر تعصب بیان سے اتفاق نہیں کرتی رہی۔ اور کئی غیر معمولی قابلیتوں والے یورپین اپنی زندگیاں اس عظیم الشان مقصد کے لئے وقف کرتے رہے۔ اور ان کی زندگی کا سب سے بڑا فخر استشراقیت ہی رہا ہے۔

خاکسار اس مضمون میں مستشرقین یورپ کے صرف ایک حصہ یعنی مستشرقین برطانیہ کے متعلق لکھنا چاہتا ہے۔ پھر اس میں بھی انتخاب سے کام لے کر صرف ان مستشرقین کا ذکر کرنا چاہتا ہے۔ جنہوں نے عربی سے تعلق پیدا کیا۔ اور اسلامی علوم کی کسی شاخ سے استفادہ کیا یا خدمت کی

اسلام کی یورپ پر شعاعیں

مسلمانوں نے جب شمالی افریقہ فتح کرنے کے بعد یورپ کے بحیرۂ روم والے علاقہ میں علم اسلام لہرایا۔ تو اسلام کی نورانی شعاعیں فرانس میں سے ہوتی ہوئیں تاریک یورپ پر پڑنے لگیں۔ اندلس بے شک عربوں سے کھویا گیا۔ لیکن عربوں کے جو نقوش اندلس پر پڑے تھے وہ مٹائے مٹ نہ سکے۔

انگلستان کا پہلا مستشرق

انگلستان کا پہلا مشہور عالم جو اندلس کی عرب یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے گیا۔ ہنری دوم شاہ انگلستان کا اتالیق ایڈی لارڈ آف باتھ تھا۔ بارھویں صدی کے ربع اول میں ایڈی لارڈ عرصہ تک اندلس اور شام کی سیر و سیاحت سے لطف اندوز ہوتا۔ اور علوم عربیہ کے موتی چنتا رہا۔ اس نے بہت سی عربی کتب کا لاطینی زبان میں ترجمہ کیا۔ ان تراجم کے علاوہ اس کی ذاتی تصنیف "المسائل الطبیعیۃ" ہے۔ جس میں وہ نہائت خوبی سے عربی یونیورسٹیوں کی تعلیم کی برتری ثابت کرتا ہوا اپنے ایک برادرزادہ سے بحث کرتا ہے۔ جو فرانس میں تعلیم حاصل کرنے کے فوائد پر زور دیتا تھا۔ چنانچہ وہ عرب یونیورسٹیوں کی تعلیم کی اس قابل قدر خصوصیت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کہ عربی طریقہ تعلیم میں تم جانوروں کی طرح ہانکے نہیں جاتے۔ بلکہ تم اپنی تحقیق کی بناء عقلی دلیل پر رکھتے ہو۔

دوسرے مستشرقین

بارھویں و تیرھویں صدی عیسوی میں ایڈی لارڈ کے بعد اس جزیرہ سے اور بھی عربی علوم کے شائقین نے اندلس کا سفر اختیار کیا۔ اور مسلمان اساتذہ کے آگے زانوئے تلمذ خم کرنے کا فخر حاصل کیا۔ مثلاً رابرٹ نے خاص طور پر ریاضیات کی تعلیم حاصل کی۔ اور عربی کتب کا ترجمہ کیا۔ "مارلے کا ڈانیل" دانشمند حکمائے عالم کی تلاش میں پہونچا۔ اور اسلامی علم کے چشمہ سے سیراب ہوا۔ اور اپنے برادران وطن کے لئے جام حیات لے کر لوٹا۔ تیرھویں صدی میں میچل سکاٹ نے عربی اور عبرانی میں مہارت حاصل کر کے نام پیدا کیا۔ یہ علم ہیئت اور کیمیا کا بھی ماہر تھا۔ فلسفہ میں اس کی خدمات کو انگلستان فراموش نہیں کر سکتا۔ اس نے ارسطو کی تصانیف اور اس کی شروح کو جو تمام عربی زبان میں تھیں انگریزی میں ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ ہر قدر شناس انگریز کے دل میں میچائیل سکاٹ کی اس عظیم الشان خدمت کی یا اندلس اور عرب کے احسان کے شکریہ کا جذبہ بھی پیدا کرتا رہے گا۔

انگریزی مطبع کا پہلا نقش

یہ عجیب بات ہے کہ اس جزیرہ میں پہلی کتاب جو ۱۴۷۷ء میں طبع ہوئی ایک عربی کتاب کا ترجمہ تھی۔ اس کا نام

Dicts & Sayings of the Philosophers

ہے۔ اور یہ "مختار الحکم و محاسن الکلم" کا ترجمہ ہے۔ جو ۱۰۵۳ء میں مصر میں تصنیف ہوئی۔ یہ کتاب مغرب میں بہت مقبول ہوئی ہے۔ اور بہت سی مغربی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

۱۴۵۳ء میں مسلمان ترکوں کا قسطنطنیہ پر قبضہ ہو گیا۔ اور اس طرح مشرقی یورپ پر بھی اسلامی ہلال لہرانے لگا۔ جس کا اثر یورپ پر ہونا ایک طبعی امر تھا۔

ابتدائے دور تنزل

سدا ایک ہی دور نہیں رہتا۔ آخر سورج غروب ہو ہی جاتا ہے۔ اور تاریکی چھا جاتی ہے۔ مسلمانوں کی سستی اور غفلت کے باعث ان کا تنزل شروع ہو گیا۔ علم و سائنس اور صنعت و حرفت کی دنیا میں جو اعلےٰ مقام ان کو حاصل تھا۔ وہ کھونے لگے۔ مغربی اقوام عربی زبان عربی علوم کے خزانہ سے استفادہ کے لئے سیکھتی تھیں۔ لیکن دن بدل گئے۔ مغرب نے عربی علوم حاصل کئے۔ اور ان پر اپنی ترقی کی بنیاد رکھی۔ لیکن مسلمان بجائے بلندی کی طرف بڑھنے کے تیزی سے سب کچھ کھوتے ہوئے نیچے کو آنے لگے وہ اپنے علوم اپنی سائنس اپنے فلسفہ اپنی شاندار تہذیب و تمدن بھول گئے۔ اور ایسے بھولے۔ کہ اگر کہیں وہی چیز انکو مغرب میں نظر آئی تو انکو اچنبھا معلوم ہونے لگی۔ کیونکہ وہ یہ نہ پہچان سکے۔ کہ یہ ان کی اپنی چیز ہے جو صدیوں قبل ان کے آباء کے لئے سرمایہ ناز تھی۔ مستشرقین نے اس نئے دور میں جو سترھویں صدی سے شروع ہوتا ہے۔ عربی تمدن اور قدیم عربی لغات۔ اور گرامریں تیار کرنی شروع کیں۔ اور پرانے قلمی نسخے حاصل کر کے انہیں طبع کرانا شروع کیا۔ اس طرح یورپ محض استفادہ کے مقام سے بڑھ کر قابل قدر خدمت کے مقام پر پہنچ گیا۔ اور یورپ کو بجا طور پر فخر ہے کہ کئی کتب انہوں نے مسلمانوں سے پہلے طبع کرائیں۔

پادریوں کے تعصب کی جھلک

اس دور کے متعلق یہ امر بھی مد نظر رہے کہ اسکے لٹریچر کی اشاعت اور عربی علوم کے مطالعہ میں پادریوں کا بھی بہت کچھ دخل تھا۔ اسلام گو پژمردگی کی حالت میں تھا۔ تاہم مسیحیت کے لئے سب سے بڑا خطرہ تھا۔ پادریوں نے عربی زبان کو اور عربی علوم کو مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے سیکھا اور سکھلایا۔ یہی وجہ ہے کہ اس لٹریچر میں تعصب اور عناد کا ایک زنگ جھلکتا ہے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں شعبہ عربیات آرچ بشپ لاڈ کی سرپرستی میں ہی ۱۶۳۶ء میں قائم ہوا۔ کیمبرج میں اس سے ۴ سال قبل سر تھامس ایڈمس کی کوششوں سے قائم ہو چکا تھا۔

ولیم بیڈویل

استشراقیت کے اس دور کی مشہور شخصیت ولیم بیڈویل (۱۵۶۱ء تا ۱۶۳۲ء) ہے۔ آپ کو انگلستان میں ابو تعلیمات عربیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بیڈویل ایک مضمون میں لکھتا ہے۔ کہ صرف عربی ہی مذہبی زبان ہے اور یہ خوش نصیب جزائر برطانیہ سے بحر چین تک سیاسیات اور تجارت کی بھی اہم ترین زبان ہے۔ یہی بیڈویل ہے جس نے قرآن کریم کے ایک حصہ کو انگلستان میں سب سے پہلے انگریزی زبان میں پیش کیا۔ بیڈویل نے سات جلدوں میں ایک عربی لغت بھی تیار کی۔ لیکن بدقسمتی سے وہ چھپ نہیں سکی۔ البتہ اسکی ان عربی الفاظ کی ایک مختصر لغت جو مغربی زبانوں میں بزنطینی زمانہ سے اس کے وقت تک استعمال ہوتے تھے شائع ہو چکی ہے

ایڈمنڈ کیسٹل

اس صدی کا دوسرا معروف مستشرق ایڈمنڈ کیسٹل ہے۔ اس کا زمانہ ۱۶۰۶ء تا ۱۶۸۵ء ہے کیسٹل نے ۱۸ سال کی شدید محنت کے بعد روزانہ ۱۶ تا ۱۸ گھنٹے کام کر کے سامی زبانوں کی ایک لغت مرتب کی۔ جو انگلستان اور بقیہ یورپ میں بہت مقبول ہوئی۔ اب تک اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں کیسٹل کی دیگر تصانیف میں سے مندرجہ ذیل خاص شہرت رکھتی ہیں (۱) تعلیمات عربیہ پر مضمون (۲) شرح ابن سینا (۳) عربی نظموں کا مجموعہ جسے اسنے شاہ چارلس دوم کے نام نامی سے معنون کیا۔ کیسٹل کیمبرج کے ابتدائی پروفیسروں میں سے ہے۔

جان گریوز

جان گریوز (۱۶۰۲ء تا ۱۶۵۲ء) ایک مشہور ریاضی دان آکسفورڈ یونیورسٹی میں پروفیسر فلکیات تھا۔ اس نے مشرق وسطیٰ میں خوب سیاحت کی۔ عربی اور فارسی کا عالم تھا۔ اسنے مسلمانوں کی بہت سی ریاضی اور علم ہیئت کی کتب جمع کیں۔ اور ان میں سے بعض کو شائع کیا

اس کا بھائی تھامس گریوبھی اچھا عربی دان تھا۔ ان کے علاوہ ابراہام وہیلاک کیمبرج یونیورسٹی کا پہلا عربی پروفیسر سیموئل کلارک عربی عروض اور مقامات کے عربی ناموں پر مضمون کا محرر۔ برائن والٹن جس نے بائیبل کا کئی مشرقی زبانوں میں ترجمہ کیا۔ اور ڈیڈ لے لاسٹس آرلینڈ کا فاضل و مقنن جس کا اصل دائرہ عمل سیاست اور قانون تھا۔ لیکن عربی زبان اور بعض دیگر مشرقی زبانیں بھی خوب جانتا تھا۔ اس صدی کی تاریخ استشراقیت کی نمایاں شخصیتیں ہیں۔

ایڈورڈ پوکاک

لیکن ایڈورڈ پوکاک (۱۶۰۴ء تا ۱۶۹۱ء) ان سب سے گوئے سبقت لے گیا۔ پوکاک ۱۹۳۶ء میں آکسفورڈ کا پہلا عربی پروفیسر مقرر ہؤا۔ ادب اور گرامر کی تعلیم اس کے ذمہ تھی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے لیکچر میں شمولیت تمام گریجوایٹوں پر لازم تھی۔ پوکاک نے عربی زبان کی اہمیت پر تمہیدی لیکچر کے بعد اقوال علیؓ پر لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کے ایک حلبی دوست شیخ فتح اللہ کا نام بہت مشہور ہے۔ جن سے اس نے ۱۶۳۰ء اور ۱۶۳۷ء میں دونوں مشرقی دوروں کے موقعہ پر بہت استفادہ کیا۔ پوکاک نے اکسفورڈ میں شامی انجیر کے سایہ تلے بیٹھ کر بہت سی دلچسپ اور مفید تصنیفات کیں۔ اس کی تصانیف میں سے یہ تین خاص طور پر مشہور ہیں۔ (۱) تاریخ عرب (۲) لامیۃ العجم اور (۳) المختصر فی الاول کے انگریزی تراجم۔

پوکاک کی شہرت اس جزیرہ کے ساحلوں کے ورے ہی محدود نہ تھی۔ بلکہ اکناف یورپ میں بھی اس کی علمیت کا لوہا مانا جاتا تھا۔ دور دور سے طلبا اس کے پاس آتے اس زمانہ میں اس کے پایہ کا مستشرق صرف گولیس ہی تھا۔ جو ہالینڈ میں لائیڈن یونیورسٹی کا پروفیسر تھا۔ اس نے خود پوکاک کو علوم مشرقی کا بے نظیر عالم قرار دیا ہے۔ پوکاک کا بڑا بیٹا جس کا نام بھی یہی تھا۔ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عربی کا فاضل بنا۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ وہ اپنے نامور والد کے مقام کی گرد کو بھی نہ پا سکا۔

پس سترھویں صدی انگلستان کی تاریخ میں استشراقیت کے ایک اہم باب کا اضافہ ہے۔ بیڈ ویل۔ کیسٹل اور پوکاک نے عربی کی اہمیت پر خامہ فرسائی کر کے ملک کے ذہین طلباء کی توجہ کو اس طرف منعطف کیا۔ آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹی کے شعبہ ہائے عربیات نے اس سلسلہ میں جو خدمات سرانجام دیں۔ ان کی مطبوعات میں سے بعض واقعی بہت قابل قدر ہیں۔

اٹھارھویں صدی

اٹھارھویں صدی میں انگلستان کا قدم اس سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ بلندی کی طرف اٹھا۔ آکسفورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں میں عربی کے پروفیسر کی ایک ایک مسند بڑھا دی گئی۔ اس صدی میں کئی قابل قدر ہستیوں نے نام پیدا کیا۔ ہائیڈ۔ گیگنز۔ براؤن۔ والیس نورٹی۔ ہمفرے۔ پرائیڈیکس۔ لیوفارڈ۔ چیلیو۔ کارلائیل۔ جے۔ ایل برخارڈٹ وغیرہ نے علوم عربیہ و اسلامیہ کی کسی نہ کسی صنف کی خدمت کی۔ لیکن ان میں سے مشہور تر مندرجہ ذیل ہیں۔ جن کا ذکر کسی قدر تفصیل سے پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) ایڈورڈ پوکاک کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ سائمن آکلے آکسفورڈ یونیورسٹی میں اس کا شاگرد تھا۔ آکلے نے آکسفورڈ کے علاوہ کیمبرج میں بھی تعلیم حاصل کی۔ اور وہیں بطور پروفیسر عربی اسکی تعیناتی ہوگئی۔ آکلے نے غربت قبول کی۔ لیکن عربی کی تعلیم میں کوتاہی نہ کی۔ اس کی سب سے مشہور تصنیف اسلام کی تمدنی۔ سیاسی۔ تاریخ ہے۔ جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۲) جارج سیل (۱۶۹۷ء تا ۱۷۳۶ء) انگلستان کا پہلا مستشرق ہے۔ جس نے قرآن کریم کا مکمل ترجمہ کر کے ۱۷۳۴ء میں شائع کیا۔ یہ ترجمہ بہت مشہور ہے۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے اپنی تفسیر کبیر میں بھی کئی موقعہ پر اس کا ذکر کیا ہے۔ ترجمہ کے ساتھ تفسیری نوٹس بھی شامل ہیں۔ جن کی تیاری میں مسلمانوں کی تفسیروں سے بکثرت استفادہ کیا گیا ہے۔

(۳) سرولیم جونز کا نام علوم عربیہ و اسلامیہ کے علماء کی فہرست میں بھی آتا ہے۔ گو وہ ہندوستان میں سنسکرت میں ابتدائی دلچسپی لینے والوں میں سے تھا۔ لیکن شاید اسے ابتدائً ہندوستان کھینچ لے آنے کا باعث عربی اور اسلام ہی ہوئے۔ سرولیم نے آکسفورڈ میں عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ سبع معلقات کا انگریزی ترجمہ اس کی خاص یادگار ہے۔ ہندوستان میں وہ سپریم کورٹ کلکتہ میں جج کے عہدہ پر فائز رہا۔ اور اس نے اسلامی قانون پر کئی کتب تصنیف کیں۔

ایسٹ انڈیا کمپنی

ایسٹ انڈیا کمپنی نے عربی اور فارسی کی اہمیت کو محسوس کیا۔ اور ہرٹ فرڈ میں ایک کالج بنام "ہیلی بری" کی بنا رکھی۔ اس سے انگلستان میں مشرقی زبانوں کی تعلیم کو بہت فروغ حاصل ہؤا۔

انیسویں صدی میں نپولین کے مصر پر حملہ نے عربوں اور فرانسیسیوں میں زبان اور تمدن کے ایک نئے تعلق کی بنیاد رکھی۔ نپولین کے ساتھ فرانسیسی ادباء کا ایک طبقہ تھا۔ جس نے عربی تعلیم کے حصول کی سعی کی۔ اس دوران میں انگلستان کی جدو جہد میں بھی کسی قسم کی سستی نہ آئی۔ بلکہ بدستور ترقی جاری رہی۔

نئی قائم شدہ لنڈن یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر کا عہدہ بھی مقرر کیا گیا۔ اور انگریز مستشرقین کی مجلس رائل ایشیاٹک سوسائٹی معرض وجود میں آئی۔

عربی ممالک کی بیداری

خود عربی ممالک نے بھی لمبی نیند کے بعد انگڑائیاں لینی شروع کیں۔ چونکے اور دیکھا۔ کہ دنیا ایک لمبا سفر طے کر گئی ہے۔ لیکن ابھی نیند کا خمار باقی تھا۔ مسابقت کی دوڑ میں شامل ہونے کی ہمت نہ تھی۔ تاہم کچھ ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر ہی دیئے۔ اور وہ عرب جو صدیوں یورپ کے استاد رہے تھے۔ اب اپنے مخصوص علوم کی تکمیل کے لئے بھی ان کو مغربی اقوام کا مرہون منت ہونا پڑا۔ کیونکہ کئی کتب جو عربی ممالک میں نادر و نایاب تھیں۔ انگلستان۔ فرانس ہالینڈ اور جرمنی وغیرہ کے کتب خانوں میں ان کے ذخیرے موجود تھے۔

انیسویں صدی

اس صدی کے کثیر التعداد مستشرقین کی طویل فہرست میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ای۔ ڈبلیو۔ لین جسے مصر میں منصور آفندی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ انیسویں صدی کے مستشرقین میں چوٹی کی شخصیت ہے۔ لین کو طفولیت میں ہی عربی زبان اور عربی ممالک خصوصًا مصر سے انس پیدا ہوگیا۔ ۱۸۲۵ء میں مصر کا سفر اختیار کیا۔ اور بہت سا مفید مواد جمع کیا۔ ترتیب دی لیکن شائع کرنے سے محترز رہا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ اسکی اشاعت سے قبل ایک دفعہ اور مصر کو دیکھ لے۔ چنانچہ ۱۸۳۳ء تا ۱۸۳۵ء وہ دوبارہ مصر میں مقیم رہا۔ اسکی قاہرہ میں رہائش نے اسے مصری طرز زندگی کا مطالعہ کرنے کا موقعہ بہم پہنچایا۔ ۱۸۳۶ء میں وطن واپس آیا۔ اور "An Account of The Manners and Customs of The Modern Egyptians" یعنی "موجودہ مصریوں کے آداب و رواجات کا بیان"۔ نامی کتاب شائع کی۔ کتاب اس قدر مقبول ہوئی۔ کہ پہلا ایڈیشن دو ہفتہ میں ختم ہوگیا۔ اس کے بعد اس نے اپنی توجہ الف لیلہ کے ترجمہ کی طرف مبذول کی۔ جسے اس نے نوٹوں کے ساتھ مکمل کیا۔ لین نے عربی زبان کے حصول میں ایک بہت بڑی کمی کسی اچھی عربی۔ انگریزی لغت کا نہ ہونا محسوس کی۔ گو گولیس اور فرے ٹیگ کی لغات موجود تھیں۔ مگر وہ نامکمل اور ناکافی تھیں۔ لین ایسے عالم کی بھلا وہ کب تسلی کر سکتی تھیں۔ لین نے تاج العروس اور دیگر قدیم عربی لغات پر بنا رکھتے ہوئے ایک بڑی عربی لغت تیار کرنے کا عزم کر لیا۔ اس غرض کے لئے اس نے مصر کا تیسرا سفر اختیار کیا۔ وہ قاہرہ میں ۱۸۴۲ء تا ۱۸۴۹ء ۱۲-۱۴ گھنٹے روزانہ کام کرتا رہا۔ اور زندگی کے بقیہ پچیس سال اس نے انگلستان واپس آکر اس لغت کی ترتیب و تکمیل میں صرف کئے۔ اسے ۱۸۷۶ء میں پیام اجل آگیا۔ گو ابھی اسکی تکمیل میں کسر باقی تھی۔ لیکن بہر حال لین کی یہ سعی اب تک بھی یورپ میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ یہ لغت ہر عربی کے مغربی فاضل کی لائبریری کا ایک ضروری حصہ سمجھا جاتا ہے۔

مشرق وسطے کی مشہور شخصیت شیخ عبداللہ ایڈورڈ ہنری پامر بھی تھا۔ جو کیمبرج میں ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا۔ اور مصر میں ۱۸۸۲ء میں فوت ہوا۔ شیخ عبداللہ کیمبرج یونیورسٹی میں اردو کے لیکچرار تھے ان سے پامر کے تعلق نے اس میں مشرقی علوم کے حصول کا بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا۔ پامر نے عربی فارسی اور اردو کو بیک وقت سیکھنا شروع کر دیا۔ قلیل وقت میں اس نے فارسی اردو کے علاوہ عربی میں اس قدر مہارت پیدا کر لی کہ عربی شعر کہنے لگا۔ انگلستان میں ایک شامی رزق اللہ حسن الحلبی سے اس کی گہری دوستی ہو گئی۔ جو اس کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی۔ خود عربوں کے ہاں جا کر عربی زبان سیکھنے اور ان کے تمدن سے آگاہی حاصل کرنے کا شوق اسے تین بار مشرق وسطے میں لے گیا۔ آخری بار وہیں ایک صحرا میں بیالیس سال کی عمر میں ایک بدو کے ہاتھوں اس کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اس نے اپنی مختصر زندگی میں کئی ایک تصانیف کیں۔ جن میں سے عربی گرامر اور ہارون الرشید کے سوانح خاص شہرت رکھتی ہیں۔

ولیم رائیٹ بھی انیسویں صدی کا ایک مشہور مستشرق ہے۔ رائیٹ نے مشرقی زبانوں کا شوق رحم مادر سے پایا۔ کیوں اس کی ماں مشرقی زبانوں کی خاص ماہر تھی۔ رائیٹ نے انگلستان اور یورپ میں عربی تعلیم کی تکمیل کی۔ اور لنڈن ڈبلن اور کیمبرج میں علی الترتیب عربی کا پروفیسر رہا۔ اس کی تصانیف میں سے مشہور ترین کتاب عربی گرامر ہے۔ جو ابھی تک انگریزی زبان میں بہترین عربی گرامر تصور کی جاتی ہے کیمبرج میں رائیٹ کا جانشین ایک سکاچ رابرٹسن سمتھ ہوا۔ جو زیادہ تر عربوں کی قبل اسلام تاریخ کی تحقیق میں منہمک رہا۔ سر ولیم میور (۱۸۱۹ء تا ۱۹۰۵ء) بھی ایک سکاچ مستشرق ہی تھا۔ لیکن اس نے سمتھ کی نسبت کہیں زیادہ شہرت پائی۔ وہ عرصہ تک ہندوستان میں ملازم رہا۔ اس کی دو تصانیف سوانح محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور تاریخ خلافت بہت مقبول ہوئی ہیں۔ ان کتب میں اس نے کئی مقامات پر اسلام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نہایت متعصبانہ حملے کئے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالے نے اپنی تصنیف سیرۃ خاتم النبیّین صلے اللہ علیہ وسلم میں اس کے کئی اعتراضات کا نہایت مدلل جواب دیا ہے۔

بیسویں صدی کا شروع

ان خالص علمی ذوق رکھنے والوں کے علاوہ انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں کے شروع میں ایک طبقہ ان نامور مستشرقین کا بھی ہے جن کا اصل مشغلہ سیاست یا سیاحت تھا۔ سر رچرڈ برٹن کا نام ان میں اول نمبر پر آتا ہے۔ اس نے لین کے الف لیلا کے ترجمہ کے مقابلہ میں ایک ترجمہ کیا۔ جس کی خوبی یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ لفظی ہے۔

ولفرڈ سکارین بلنٹ بھی مشرق وسطی کا ایک سیاح تھا۔ جو آخر قاہرہ میں ہی مقیم ہو گیا۔ اور مصری لباس اور عربی زبان کو کلیتہً اختیار کر لیا۔ اس نے مصریوں کی حمایت میں اپنا قلم چلایا۔ لیڈی بلنٹ بھی ایک بلند پایہ عربی کی عالمہ تھی۔ جس نے عراق اور نجد پر دلچسپ کتب کے علاوہ سبع معلقات کا ترجمہ شائع کیا۔

چارلس ڈاؤٹی نے بھی بلنٹ کی طرح بیسویں صدی کے ربع اول کو پایا۔ وہ ایک سیاح تھا۔ جس نے صحرائے عرب پر اپنی تصنیف کے باعث نام پیدا کیا۔ بیسویں صدی کے ان سیاحوں کے علاوہ انگلستان کی یونیورسٹیوں نے بھی کئی ایک نامور مستشرق پیدا کئے۔

سر تھامس آرنلڈ جو ۱۹۳۰ء میں فوت ہوئے سکول آف اورینٹل سٹڈیز میں عربی زبان کے پہلے پروفیسر تھے۔ ضمناً تحریر ہے کہ یہ سکول پہلی جنگ عظیم کے دوران میں لنڈن یونیورسٹی نے قائم کیا۔ سر تھامس نے کیمبرج میں تعلیم پائی۔ اور ایک لمبا عرصہ علیگڑھ میں فلسفہ کے پروفیسر رہے۔ ان کی مشہور تصانیف دو ہیں۔ تبلیغ اسلام اور خلافت۔

ان کے تقریباً چار سال بعد انگلستان کو ایک اور ممتاز مستشرق گائیلی سٹرینج کا نقصان اٹھانا پڑا۔ سٹرینج کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ تاریخ کے مطالعہ کے لئے مشرق کے قرون وسطے کے تاریخی جغرافیہ کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس کی تصانیف میں یہی رنگ پایا جاتا ہے

کیمبرج کا ایک مشہور عربی عالم بیون بھی اسی سال یعنی ۱۹۳۴ء میں فوت ہوا۔ بیون نے قبل اسلام کی شاعری کی تحقیق میں بیشتر وقت صرف کیا۔

سر چارلس لائل کی یاد انڈیا آفس میں قائم رہے گی۔ جہاں اپنی ملازمت کے دوران میں وہ لائبریری میں عربی و اسلامی علوم کے مطالعہ کے لئے وقت بچا لیا کرتا تھا۔ لین پول نے مسلم تاریخ کے مختلف زمانوں پر تحقیقات پیش کی ہے۔

آخر میں آکسفورڈ کے مارگولیتھ اور کیمبرج کے نکلسن کا ذکر ضروری ہے۔ دونوں اعلے پائے کے عالم تھے۔ اور انہوں نے بہت شہرت پائی۔ مارگولیتھ کا میدان عمل عربی۔ ادب اور اسلامی تاریخ رہا۔ نکلس کی روح نے اسلامی تصوف میں تسکین پائی۔

موجودہ مستشرقین میں سے بہت سے مصروف عمل ہیں۔ ان پر رائے زنی کرنا شاید مناسب نہ ہو۔ آربری۔ گب۔ سٹوری اور ٹریٹن عموماً چوٹی کے مستشرقین خیال کئے جاتے ہیں۔ نوجوان مستشرقین کا ایک گروہ بھی استشراقیت کے میدان میں سرگرم عمل ہے۔ کاش خدا ان میں مذہبی جذبہ بھی پیدا کرے اور یہ عربی اور اسلام کا علم ان کے لئے ہدایت کا باعث ہو۔ خدا ان کے تعصب کو دور کر دے اور شناخت کرنے کی توفیق بخشے۔

شکریہ

اس مضمون کی تیاری میں خاکسار نے پروفیسر آربری ڈاکٹر ڈیمیس کی تحقیق سے منجملہ دیگر کتب کے استفادہ کیا ہے جس کا میں شکریہ کے ساتھ اعتراف کرتا ہوں۔

ضروری اعلان

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے گورمکھی میں سہ ماہی ٹریکٹوں کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اس وقت تک تین ٹریکٹ شائع کئے جا چکے ہیں۔ جن میں سکھ مذہب اور اسلام کے متعلق تحقیقی مضامین لکھے گئے ہیں۔ ان ٹریکٹوں کو سکھ دوستوں کے اہل علم طبقہ نے بہت سراہا ہے۔ ابھی حال میں اس کا تیسرا نمبر شائع کیا گیا ہے۔ جس میں گورو ہرسہائے کے قرآن شریف کے متعلق ایک مفصل تحقیقی مضمون لکھا گیا ہے۔ اس میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔ صحابی عبدالرحیم صاحب قادیانی۔ اور چوہدری فتح محمد صاحب سیال۔ اور مولوی محمد علی صاحب کی شہادتیں بھی درج کی گئی ہیں۔ یہ ٹریکٹ زیادہ سے زیادہ سکھ دوستوں کے ہاتھوں میں پہنچانے کی اشد ضرورت ہے۔ احباب جماعت کو زیادہ سے زیادہ ٹریکٹ سکھ دوستوں میں تقسیم کرنے چاہئیں۔ ان کی سالانہ قیمت دو روپے اور فی کاپی ۸؍ ہے۔ آئندہ انشاء اللہ ان ٹریکٹوں میں تفسیر کبیر کا ترجمہ بھی شائع ہوگا۔ احباب جماعت اہل علم سکھ دوستوں کے نام ان ٹریکٹوں کو جاری کروائیں۔ اور ان کو بھی خریداری کی تحریک کریں۔ اور عنداللہ ماجور ہوں۔

منیجر گورمکھی ٹریکٹ سیریز قادیان

آزادی کے مدعی ممالک میں غلامی کا دور دورہ

الفضل کے خاص نامہ نگار مکرم خلیل احمد صاحب ناصر مقیم شکاگو کے قلم سے

(۱)

جمہوریت اور مساوات کا دعوےٰ کر دینا آسان ہے۔ مگر عمل کرنا بہت مشکل مغربی طاقتوں میں سے ہر ایک کو ادعا ہے کہ وہ انسانوں کو وہ سب حقوق دیتی ہیں جو انسانیت کا تقاضا ہیں۔ مگر اندرونی حالات ویسے ہی بھیانک اور گھناؤنے ہیں۔ جیسے کہ پرانے زمانوں میں تھے۔ فاتح اقوام جس بُری طرح سے مغلوب قوموں سے سلوک کر رہی ہیں۔ اس نے زمانۂ قدیم کی وحشت اور بربریت کی تاریخ تازہ کر دی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ گذشتہ صدی سے علم تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ غلامی کی لعنت کے خلاف مؤثر آواز اٹھائی جاتی رہی ہے۔ مگر جب تک خدا تعالیٰ کا تقویٰ اور خشیت اللہ دلوں میں موجود نہ ہو۔ جب تک انسان کی خودغرضی۔ حرص و آز اور طمع کو روکنے کے لئے خدائے واحد کا ڈر نہ ہو۔ اس وقت تک مختلف شکلوں میں مغلوب و مفتوح اقوام سے بیہمانہ سلوک جاری ہے اور رہے گا۔

(۲)

۲۲ ستمبر ۱۸۶۲ء کو پریذیڈنٹ ابراہام لنکن نے امریکہ میں غلاموں کی آزادی کا اعلان کیا تھا۔ ریاستہائے متحدہ کے جنوبی حصے نے اس آواز کی جس قدر مخالفت کی وہ تاریخ دان احباب سے پوشیدہ نہیں۔ امریکہ میں اس سوال پر نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ پہلی جنگ عظیم کے وقت ہمیں پھر اس تحریک کی صدائے بازگشت سنائی دی جب پریذیڈنٹ ولسن نے امریکہ کے جنگ میں شامل ہونے پر یہ اعلان کیا کہ "آؤ ہم دنیا کو جمہوریت کے لئے محفوظ بنا دیں"۔ اس اعلان کے خلاف معاہدۂ ورسیلز میں مفتوح اقوام سے جو جابرانہ سلوک کیا گیا۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ شرائط صلح کے اعلان کے ساتھ ہی ایک نئی جنگ کا بیج بو دیا گیا۔ اور دنیا کو ۱۹۳۹ء میں ایک نہایت خطرناک تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ چاہیے تو یہ تھا۔ کہ پہلی جنگ عظیم کے تجربہ سے فائدہ اٹھایا جاتا مگر طاقت اور قوت کے نشے میں مخمور فاتحین اب پھر پہلی غلطی کو دہرا رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے بعد اٹلانٹک چارٹر کے ذریعہ تمام اقوام کے حق آزادی کا اعلان کیا گیا ہے مگر جو کچھ عملاً ہو رہا ہے۔ وہ اس اعلان کے متضاد ہے۔

(۳)

دوسری جنگ عظیم کو ختم ہوئے قریباً ڈیڑھ سال ہونے کو آتا ہے۔ دنیا کے موجودہ بین الاقوامی قانون کے ماتحت جنگی قیدیوں کو اس وقت تک رہا نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ شرائط صلح طے نہ ہو جائیں۔ لیکن ادھر اول تو صلح کانفرنس کا انعقاد ہی اختتام جنگ کے کوئی سوا سال بعد کیا گیا۔ پھر مختلف حکومتیں اپنی اپنی قوت بڑھانے کے لئے ایسی شرائط پیش کر رہی ہیں کہ نہ فیصلہ ہوتا ہے نہ صلح کی داغ بیل پڑتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ قیدی مزدوروں کی طرح مختلف ممالک میں کام کر رہے ہیں اس صورت حالات کو خود ان لوگوں نے بھی محسوس کیا ہے۔ چنانچہ ۲۴ ستمبر ۱۹۴۶ء کے اخبار شکاگو ٹریبیون نے اس پر ایک لمبا ایڈیٹوریل لکھا ہے جس میں اخبار مذکور نہایت افسوس سے لکھتا ہے۔ "آج دنیا میں غلامی ایک مضبوط اور منفعت بخش ادارہ بن چکا ہے خود ہماری گورنمنٹ بھی اس ذمہ داری میں پوری طرح شریک ہے۔ ہم اس وقت ان لاکھوں لوگوں کا ذکر نہیں کر رہے جو روسیوں نے محبوس خانوں میں مقید کر رکھے ہیں۔ بلکہ ان دوسرے لاکھوں جنگی قیدیوں کا ذکر کر رہے ہیں۔ جو ابھی تک مغربی یورپ میں طوقِ غلامی پہنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یورپ کی جنگ عظیم کے آخری فائر پر ڈیڑھ سال گزر چکا ہے۔ صرف یہ غلام برطانیہ اور فرانس کی ہی خدمت کر رہے ہیں۔ بلکہ یورپ میں امریکن فوجوں کی خدمت پر بھی مامور ہیں" یہ حالت کب تک جاری رہ سکتی ہے؟ اس کے جواب میں اخبار مذکور لکھتا ہے:۔ "قانون کی اصطلاح میں ان جنگی قیدیوں کو اس وقت تک اس طرح رکھا جا سکتا ہے جب تک کہ باقاعدہ صلح نامہ طے نہ ہو جائے اس اصول کے مطابق ان غلاموں کو اس وقت تک کام پر لگایا جا سکتا ہے۔ جب تک کہ آخری قیدی کام کی محنت اور مایوسی سے مر نہ جائے جنگ کے دوران میں کوئی تین لاکھ قیدی یہاں کی فیکٹریوں اور کھیتوں پر کام کرنے کے لئے لائے گئے تھے۔ اگرچہ اب وہ واپس بھجوائے جا چکے ہیں۔ لیکن اپنے گھروں کو نہیں بلکہ حکومت برطانیہ اور فرانس کے پاس اب یہ مزدور مختلف لوگوں کو حکومت کی طرف سے کرایہ پر دیئے جاتے ہیں"۔

(۴)

یہ وہ تاریک اور افسوسناک حالات ہیں جو موجودہ دجالی تہذیب کی پیداوار ہیں اسلامی تعلیم کے قیام کی صورت میں یہ حالت کس قدر مختلف ہوتی ہے! اول تو صفر اول ہی خونریز جنگ ہونے ہی نہ پاتی۔ پھر جنگ ہوتی بھی تو بے گناہ غیر متحارب اور غیر فوجی آبادی پر خوفناک بموں کے ذریعہ تباہی نہ لائی جاتی پھر جونہی دوسری قوم صلح کے لئے درخواست کرتی خود اُدھر جنگ بند ہو جاتی۔ اور ایسی شرائط صلح ہوتیں جن سے حق بحقدار رسید کا معاملہ ہو نہ کہ دوسری قوم کو سرے سے کچل ڈالنے کی کوشش اور پھر قیدیوں سے وہ رحیمانہ اور کریمانہ سلوک ہوتا جس کی تعلیم قرآن حکیم میں دی گئی ہے اور جس کا پاک نمونہ ہم رحمۃ للعالمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفاء کے زمانہ میں دیکھتے ہیں۔ اور یہی اسلام کی بے نظیر تعلیم ہر زمانہ اور ہر ملک میں دنیا کے لئے ہر قسم کے حالات میں مشعل ہدایت ہے اور موجودہ مغربی تہذیب محض ایک ڈھکوسلہ

اعلان نکاح

برادرم عزیز سید بشیر احمد صاحب ابن سید محمود شاہ صاحب کلانوری کا نکاح ہمراہ محترمہ امت الرشید طاہرہ بنت صوفی سید تصور حسین صاحب مرحوم مہاجر بعوض ایک ہزار روپیہ مہر حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے مورخہ ۱۴/۱۰/۴۶ بعد از نماز مغرب مسجد مبارک میں پڑھا۔ احباب دعا فرماویں کہ یہ رشتہ جانبین کے لئے مبارک ہو۔ آمین۔ خاکسار فضل الرحمٰن چغتائی

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

نئی دہلی ۱۵ اکتوبر:- آج صبح مسلم لیگ کے تین ارکان خواجہ ناظم الدین مسٹر عبدالمتین اور چوہدری میاں ممتاز دولتانہ نے مسٹر جناح سے ملاقات کی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس ملاقات میں آسام کے لائن سسٹم کے بارے میں مسلمان زمینداروں کی مشکلات کے متعلق بات چیت ہوئی۔ اس سسٹم کے ماتحت مسلمان کاشتکاروں کو ان کی زمینوں سے بے دخل کیا جا رہا ہے۔

نئی دہلی ۱۵ اکتوبر:- مسلم لیگ نے جو فہرست اپنے پانچ نمائندوں کی وائسرائے کو دی ہے اس میں ایک اچھوت مسٹر جوگندر ناتھ منڈل بھی شامل ہیں۔

نیویارک ۱۵ اکتوبر:- معلوم ہوا ہے کہ ۱۹۴۳ء میں خفیہ طور پر امریکہ سے روس کو پانچ سو پونڈ سیاہ یورینیم اکسائڈ جو ایٹم بم بنانے میں کام آتی ہے پہنچائی گئی۔ یہ دھات دنیا میں سب سے زیادہ قیمتی خیال کی جاتی ہے۔ روس نے طبی اور غیر فوجی تجربات کے بہانے سے یہ دھات حاصل کی تھی۔

کلکتہ ۱۵ اکتوبر:- ہندوستان کے چیف جسٹس اور کلکتہ انکوائری کمیشن کے چیئرمین سر پیٹرک سپنس نے کمیشن کے پہلے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہا۔ کہ کمیشن کا تقرر حکومت بنگال نے کیا ہے۔ اگر مرکزی حکومت مقرر کرتی۔ تو اس پر صوبائی اختیارات میں ناجائز مداخلت کا الزام آتا۔ سر پیٹرک نے کہا۔ کمیشن بالکل آزاد ہے۔ اور اس کا فیصلہ بالکل غیر جانبدارانہ ہوگا۔

لندن ۱۵ اکتوبر:- بورڈ آف ٹریڈ کے صدر سر سٹیفورڈ کرپس نے بتایا ہے۔ کہ بین الاقوامی تجارت کی ابتدائی کمیٹی بین الاقوامی تجارت کے لئے ایک مشترکہ لائحہ عمل دریافت کرے گی جس کے ماتحت ہر ملک تجارتی پابندیوں کو ختم کر دیگا۔ اس کمیٹی میں ۱۸ اتحادی ممالک حصہ لیں گے۔ اگر دیگر ممالک غیر ملکی تجارت پر سے پابندیاں دور کرنے پر آمادہ ہوں۔ تو برطانیہ بھی پابندیاں ہٹا لیگا۔ ابھی اس کمیٹی کی دعوت کا روس نے جواب نہیں دیا۔

لاہور ۱۵ اکتوبر:- پانچ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے گئو سیوا ٹرسٹ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس ٹرسٹ کی طرف سے مختلف مقامات پر وسیع پیمانے پر گئو شالہ قائم کئے جائیں گے۔

کلکتہ ۱۵ اکتوبر:- حکومت بنگال نے اعلان کیا ہے۔ کہ مشرقی بنگال کے ضلع نواکھلی میں وسیع پیمانے پر لوٹ مار قتل و غارت اور آتشزدگی کے واقعات ہو رہے ہیں۔ فسادی مہلک ہتھیاروں سے مسلح ہو کر دیہات پر حملے کر رہے ہیں فساد کی روک تھام کے لئے فوج بلائی گئی ہے۔

لاہور ۱۵ اکتوبر:- سونا ۹۹/۸ چاندی ۱۶۸/- پونڈ ۶۹/- امرتسر سونا -/-/۱۰۳

لائلپور ۱۵ اکتوبر:- گندم ۱۰/۱/- تا ۹/۱۱ گھی دیسی -/-/۱ ۲۰۳ آٹا ۱۰/۵/- گڑ ۳/- تا ۲/۸/- شکر ۲۷/- تا ۲۸ -/۳۰

لندن ۱۵ اکتوبر:- برطانیہ امریکہ چین اور فرانس نے متفقہ طور پر مطالبہ کیا تھا کہ سکیورٹی کونسل کو بین الاقوامی فوج ضرور رکھنی چاہیئے۔ لیکن روس نے اس تجویز کی شدید مخالفت کی ہے۔ اور کہا ہے۔ جب تک کوئی خاص ضرورت محسوس نہ ہو۔ کسی قسم کی فوج نہیں رکھنی چاہیئے۔

لکھنؤ ۱۵ اکتوبر:- معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت یو پی نے مسلمانان الہ آباد پر جو اجتماعی جرمانہ عائد کیا تھا۔ اسے منسوخ کر دینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے

پیرس ۱۵ اکتوبر:- فرانس نے نئے آئین کے حق میں فیصلہ دیدیا ہے۔ پاپولر ریپبلک پارٹی۔ سوشلسٹ پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی نے خاص طور پر نئے آئین کی حمایت کی ہے امید کی جاتی ہے۔ کہ نومبر کے انتخابات میں کمیونسٹ کامیاب ہو جائیں گے۔ اور کمیونسٹ لیڈر فرانس کا وزیر اعظم منتخب ہوگا۔

نئی دہلی ۱۵ اکتوبر:- گاندھی جی نے پرارتھنا میں تقریر کرتے ہوئے کہا "معلوم ہوا ہے مسلم لیگ عبوری حکومت میں شامل ہو رہی ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ وہ بھائیوں کی طرح کام کرنے کے لئے آ رہی ہے۔ اگر وہ اس پاکیزہ جذبہ کے ماتحت ہمارے ساتھ شامل ہو رہی ہے۔ تو یہ مبارک بات ہے جس طرح میں نے ہندوؤں سے کہا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اسی طرح میں مسلم لیگ سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ پاکستان

کے لئے لڑنا چاہتی ہے۔ تو دوستوں کی طرح لڑے۔

نئی دہلی ۱۵ اکتوبر۔ کانگرس کے بڑے بڑے لیڈر آج دوپہر گاندھی جی سے مسلم لیگ کے عبوری حکومت میں شامل ہونے کے متعلق تقریباً دو گھنٹے بات چیت کرتے رہے۔

نئی دہلی ڈاکٹر راجندر پرشاد فوڈ ممبر ۲۱ اکتوبر کو لاہور پہنچیں گے۔ اور سردار سورن سنگھ وزیر ترقیات سے مل کر موجودہ غذائی صورت حالات پر بحث کریں گے پنجاب سے فالتو اناج کی برآمد کا مسئلہ بھی زیر بحث آئیگا۔

نئی دہلی ۱۵ اکتوبر۔ اچاریہ کرپلانی بلامقابلہ کانگرس کے آئندہ صدر منتخب ہو گئے ہیں۔ کیونکہ مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنا نام واپس لے لیا ہے۔

لندن ۱۵ اکتوبر۔ فیلڈ مارشل کیسرلنگ جو اٹلی میں اطالوی افواج کے کمانڈر انچیف تھے۔ اور اس وقت برطانیہ میں جنگی قیدی کی حیثیت سے مقیم تھے۔ طیارہ کے ذریعہ فوجی حفاظت میں جرمنی بھیجے گئے ہیں۔

فیلانگ ۱۶ اکتوبر۔ حال ہی میں سیلاب کی وجہ سے جن آدمیوں کو نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ حکومت سرگرمی کے ساتھ ان کے لئے چاول اور کھانے کی دیگر اشیاء مہیا کر رہی ہے۔

نئی دہلی ۱۶ اکتوبر۔ آج دوپہر مسٹر محمد علی جناح نے وائسرائے ہند سے ملاقات کی۔

نئی دہلی ۱۶ اکتوبر۔ آج صبح پنڈت جواہر لال نہرو صوبہ سرحد کا دورہ کرنے کے لئے بذریعہ طیارہ روانہ ہو گئے ہیں۔

لندن ۱۶ اکتوبر توقع کی جاتی ہے کہ برطانوی پارلیمنٹ کے آئندہ سیشن کا افتتاح کرتے ہوئے ملک معظم ایک اہم تقریر کریں گے جس میں ہندوستان کی آئینی تبدیلیوں کا بھی ذکر ہوگا۔

نئی دہلی ۱۶ اکتوبر۔ دہلی کے ۱۶ مسلم اخبارات کے نمائندوں نے ایک میٹنگ میں یہ قرارداد پاس کی ہے کہ چونکہ آل انڈیا نیوز پیپرز ایسوسی ایشن حکومت کے ایما پر ہندو سرمایہ داروں نے قائم کی ہے۔ اس لئے ہم اس کے مقرر کردہ کسی اصول کے پابند نہیں ہیں۔ اس ایسوسی ایشن کے صدر کو مسلم اخبارات کی ترجمانی کا کوئی حق حاصل نہیں ہے

نیورمبرگ ۱۶ اکتوبر۔ بین الاقوامی جنگی ٹربیونل نے جن نازی لیڈروں کو سزائے موت دی تھی۔ ان کو آج صبح پھانسی دیدی گئی ہے۔ گورنگ نے پھانسی سے قبل ہی زہر کھا کر جان دیدی تھی۔

نئی دہلی ۱۶ اکتوبر۔ گاندھی جی ۱۷ اکتوبر کو واپس سیواگرام جا رہے تھے۔ لیکن تازہ سیاسی صورت حالات کی وجہ سے آپ نے اپنی روانگی ملتوی کر دی ہے۔ آپ ۲۲ اکتوبر کو کانگرس ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں شامل ہوں گے۔

مدراس ۱۶ اکتوبر وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے سابق رکن سر محمد عثمان نے عارضی حکومت میں مسلم لیگ کی شمولیت پر بہت خوشی کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ فیصلہ نہایت دانشمندانہ ہے اس سے مسلمانوں کے حقوق کی اچھی طرح حفاظت ہو سکے گی۔

لندن ۱۴ اکتوبر گلوب نیوز ایجنسی نے اطلاع دی ہے کہ امام مسجد احمدیہ لندن نے اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے سزائے موت کا حکم پانے والے نازی اکابرین سے ملاقات کرنے کی جو درخواست کی تھی۔ برطانیہ کے محکمہ جنگ نے وہ بذریعہ تار امریکن حکام تک پہنچا دی تھی۔ لیکن حکومت امریکہ نے یہ کہہ کر اجازت دینے سے انکار کر دیا کہ نازی اکابرین مسیحی ہیں اور مسیحی اصولوں کے مطابق ان کے لئے انتظام کر دیا گیا ہے۔

لندن ۱۴ اکتوبر۔ گلوب نیوز ایجنسی نے اطلاع دی ہے کہ لنڈن کی احمدیہ مسجد کے ایک مبلغ ڈاکٹر یوسف سلیمان جنوبی افریقہ روانہ ہو گئے ہیں۔ آپ وہاں یونین گورنمنٹ کے مرکزی شہر کیپ ٹاؤن میں تبلیغی مرکز قائم کریں گے جنوبی افریقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدام قادیان اپنی ذمہ واری کو سمجھیں

اجتماع

۱۸-۱۹-۲۰ اخاء ۱۳۲۵ ھش

اجتماع میں دو دن باقی ہیں۔ میری یہ آواز قادیان اور نواح قادیان تک ہی پہنچ سکتی ہے۔ اور آپ دوست ہی اس وقت میرے مخاطب ہیں۔ اور آپ ہی سے میری درخواست ہے۔ کہ آپ اپنے "مقام" اور اس مقام سے متعلق ذمہ واریوں کو سمجھیں۔ اور ہمہ تن اُن کی ادائیگی میں مشغول ہوں۔

خدام قادیان! ہم لوگ اجتماع میں صرف ایک خادم کی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ میزبان کی حیثیت سے بھی شامل ہوتے ہیں اور میزبان کی تمام ذمہ واریاں ہمنے ادا کرنی ہیں اور باہر سے شامل ہونیوالے نمائندگان کا جو ہمارے مہمان ہونگے ہمنے طرح طرح خیال رکھنا اور اُنکی خدمت کیطرف متوجہ رہنا ہے ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہمارا مقام دل کا مقام ہے۔ اور باہر سے آنیوالے دوست ہمارے اخلاق اور ہماری تربیت کو اِس معیار سے پرکھینگے اگر ہم اس معیار پر پورے نہ اُترے۔ تو صرف ہم ہی بدنام نہ ہونگے۔ قادیان کے مقدس نام پر بھی دھبہ آئیگا اس قسم کی ریلیز میں عام حالات کی نسبت امتحانوں کے بہت زیادہ مواقع پیدا ہوتے ہیں پس ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ اسلئے اپنی زبان اور خیالات۔ اپنے افعال و اعمال اپنے سکون اور اپنی حرکات کا بہت چوکسی کے ساتھ محاسبہ کرتے رہنا ہے۔ قادیان کا مقدس جھنڈا ہمارے ہاتھ میں ہے یہ سرنگوں نہ ہونے پائے

خدام ماحول قادیان! اللہ تعالےٰ نے انسانی جسم میں دل کی حفاظت کیلئے اسکے گرد بعض جھلیاں بھی بنائی ہیں آپکا بھی یہی مقام ہے اور بڑی ذمہ واری کا مقام ہے۔ آپکا بھی فرض ہے کہ آپ اپنی ذمہ واریاں سمجھیں۔ اور اجتماع میں شامل ہو کر اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں اور اپنی صحیح تربیت کیطرف متوجہ ہو کر خود کو اپنے مقام کا اہل بنائیں!

اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دُور فرمائے اور ہمیں ہر اس قربانی کی توفیق عطا فرمائے جسکا مطالبہ آج احمدیت ہم سے کر رہی ہے

خاکسار مرزا ناصر احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ منیجر